تدبیروں کا سہارا لیتا رہتا ہے۔ ہر وقت چاق و چوبند رہنے میں البتہ کافی دشواری اور محنت ہے۔ بر عکس اس کے کسی بندھے ڈھرّے کو نکال کر اس پر عمل کرتے رہنے میں دماغ پر زور دینے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ بار بار ایک ہی طریقہ پر غور و فکر کرنے کی عادت ڈال لینے سے ہمارا دماغ کند وست پڑ جاتا ہے اور پھر اس میں مستعدی لانے کے لیے کسی زبردست تحریک کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ ایسی تحریک کو ہم اکثر نیا مسئلہ قرار دے دیتے ہیں اور اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے ہم پر پرانی فرسودہ توضیحات اور تائید یا مذمت سے کام لیتے ہیں۔ ایسے طرز عمل سے ہم پھر خواب غفلت میں پڑ جاتے ہیں۔ ہمارا ذہن ایسی کہالت میں متواتر گرفتار ہوتا رہتا ہے اچھا معلم اس کیفیت کو نہ صرف اپنے اندر سے ختم کر دیتا ہے بلکہ اپنے طلبہ کو بھی اس سے آگاہ کرتا ہے۔

یہ سوال ہو سکتا ہے کہ آخر صحیح قسم کا استاد کیسے بنے "کیسے کا سوال در اصل اس بات کی علامت ہے کہ ہمارا ذہن آزاد نہیں۔ بلکہ خائف رہتا ہے۔ یعنی یہ کہ کوئی مفاد یا نتیجہ ڈھونڈتا رہتا ہے۔ کچھ سے کچھ اور بن جانے کی تمنا اور کوشش ذہن کو اسی مقصود کے مطابق عمل کرنے کا عادی بنا دیتی ہے۔ مگر آزاد ذہن برابر مطالعہ کرتا اور سیکھتا رہتا ہے اور اس طرح اپنی خود ساختہ رکاوٹوں کو دور کرتا رہتا ہے۔ آزادی آغاز ہی میں ہوتی ہے۔ اس کا وجود آخر میں نہیں ہوتا۔ کوئی یہ سوال کرتا ہے کہ کوئی کام کیوں کر انجام دیا

جائے۔ تو ایسی دشواریاں درپیش آجائیں گی جو حل نہ ہو سکیں گی۔ جو استاد اپنی زندگی کو تعلیم کے لیے وقف کر دینے کا خواہش مند ہے وہ کبھی ایسا سوال نہیں کرے گا، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ کوئی مخصوص طریقہ ایسا نہیں ہے جسے اپنا کر کوئی شخص صحیح قسم کا معلم بن سکے۔ جس کے دل میں سچی لگن ہے وہ کبھی یہ سوال ہی نہیں کرے گا کہ مطلوبہ مقصود کے حصول کے لیے کس طریقہ کو اختیار کرنے سے یقیناً کامیابی ہو گی۔

کیا کوئی نظام ہمیں کبھی بھی ذہین بنا سکتا ہے؟ چاہے کسی نظام کی لکیر کو ہم پیٹتے جائیں یا کتنی ہی اسناد حاصل کر لیں لیکن کیا ہم اچھے معلم بن سکیں گے؟ ہم تو صرف ایک دستور العمل کے پتلے بن جائیں گے۔ انعام و صلہ کی جستجو میں ممتاز معلم کہے جانے کی تمنا کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ ہم تعریف و شہرت کے جویا ہیں، گو بعض اوقات ہماری قدر دانی اور ہمت افزائی ہونے سے خوشی ضرور ہوتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنی دلچسپی قائم رکھنے کے لیے تعریف اور ستائش کا سہارا لیتا رہے تو یہ ایک قسم کا نشہ بن جاتا ہے جس سے بہت جلد سستی آجاتی ہے۔ قدر دانی اور ہمت افزائی کی امید رکھنا تو پختگی کی کمی ظاہر کرتا ہے۔

اگر کوئی نئی تخلیق کرنی ہو تو مستعدی اور ہمت کی ضرورت ہے، نہ کہ نوک جھونک اور چیخ چیخ کی۔ اگر کسی شخص کو اپنے کام میں ناکامی محسوس ہوتی ہے تو عام طور سے وہ اکتا کر پژمردہ دل ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کو تعلیم سے